مسئلہ تقلید، اجماع اور قیاس

سے متعلق استفتاء اور اس کا جواب

از : فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل

امام الحرمین الشریفین

سیکرٹیریٹ رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ

نمبر ۱۰۔۲۹۶ مؤرخہ ۸ر محرم ۱۴۱۶ھ عنوان : سوالات کا جواب

مکرم ڈاکٹر عدنان حکیم حفظہ اللہ تعالیٰ بواسطہ شیخ غلام مصطفیٰ بن عبدالحکیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد' آپ کے ۱۹۔۷۔۱۹۹۵ء کے مکتوب میں بعض سوالات کا جواب طلب کیا گیا ہے۔ اس خط کے حوالہ سے فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امور مسجد حرام و مسجد نبوی ﷺ کے سربراہ کا مکمل جواب ارسال کرنے پر خوشی محسوس کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔

ڈاکٹر احمد محمد مقری : مدیر المجمع الفقهي الاسلامي

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

مرکزی ادارہ برائے امور مسجد حرام و مسجد نبوی

مملکت عربیہ سعودیہ

(ڈاکٹر عدنان حکیم کے سوالات کا جواب)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' میں درود و سلام کہتا ہوں محمد ﷺ پر جو ہمارے آقا ہیں اور اس کے بندے اور رسول' نیز آپ کی آل پر اور تمام اصحاب پر۔

سوال (۱) : کیا صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہاء امت کا اجماع حجت شرعیہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اجماع تشریع اسلام کا تیسرا ماخذ ہے یا نہیں؟ اجماع کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور بالکلیہ اجماع کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب: باتفاق علماء صحابہ کرام کا اجماع حجت شرعیہ ہے۔ اسی طرح تابعین اور فقہاء کا اجماع بھی حجت شرعیہ ہے۔ البتہ اس میں داؤد ظاہری نے اختلاف کیا ہے۔ ان کی رائے یہ ہے کہ غیر صحابہ کا اجماع حجت شرعیہ نہیں۔ لیکن حجت ہونے کا قول صحیح ہے، کیونکہ حجیت اجماع کے دلائل عام ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم وغیر صحابہ سب کے اجماع کو شامل ہیں۔ اس لئے صرف صحابہ کرام کے اجماع کو حجت کہنا سینہ زوری ہے، اس پر کوئی دلیل قائم نہیں! کتاب وسنت کے بعد اجماع کو تشریع اسلامی کے مآخذ میں سے تیسرا ماخذ تسلیم کیا گیا ہے۔

دلائل حجیت اجماع

جمہور علماء کے نزدیک اجماع حجت شرعیہ ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس پر کتاب وسنت کے بہت سے دلائل ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک ذکر کرتے ہیں:

۱) فرمان خداوندی ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء:۱۱۵)

''جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور سبیل المؤمنین کے علاوہ کسی دوسرے راستے پر چلتا ہے ہم اس کو اُدھر پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے، اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے سبیل المؤمنین کے ترک پر وعید فرمائی ہے۔ اگر یہ حرام نہ ہوتا تو اس پر وعید نہ وارد ہوتی۔ اور اس وعید میں سبیل المؤمنین کے ترک کو اور مخالفت رسول کو جو حرام ہے، جمع نہ کیا جاتا۔ اور جب غیر سبیل المؤمنین کی اتباع حرام ہے تو سبیل

المؤمنین کی اتباع واجب ہو گی۔ اور اجماعی حکم سبیل المؤمنین ہے لہٰذا اس کی اتباع واجب ہے۔

۲) اور سنّت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپؐ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰـهَ لَا يَـجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى الضَّلَالَةِ)) [سنن الترمذی' کتاب الفتن عن رسول اللّٰہ ﷺ باب ما جاء فی لزوم الجماعة]

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو ___ یا فرمایا امت محمد ﷺ کو ___ گمراہی پر جمع نہ کرے گا''۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ)) [سنن الترمذی' کتاب الفتن عن رسول اللّٰہ ﷺ باب ما جاء فی لزوم الجماعة]

''بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا' اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے کٹا وہ آگ میں پڑا''۔

ان سب احادیث کا اختلافِ الفاظ کے باوجود مفہوم ایک ہے۔ یعنی مجموعی طور پر امت کا خطا سے معصوم ہونا۔ اس سے ثابت ہوا کہ علماء کا اجماع حجت شرعیہ ہے۔ ہمیشہ ان احادیث سے بغیر کسی ردوقدح کے پہلے صحابہ کرام' پھر ان کے بعد والے علماء عظام حجت اجماع کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ تا آنکہ بعد میں مخالفین اجماع پیدا ہو گئے۔

منکرین اجماع کا حکم

اجماع قطعی کے منکر کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

(۱) مطلقاً اجماعِ قطعی کا انکار کفر ہے۔

(۲) مطلقاً اجماعِ قطعی کا انکار کفر نہیں۔

(۳) اگر اجماعی حکم کا دین میں سے ہونا امر قطعی ہو' جیسے پانچ نمازیں' تو اس کا انکار کفر ہے اور اگر اس کا دین میں سے ہونا امر قطعی نہ ہو تو اس کا انکار کفر نہیں۔ تاہم اجماع کی مخالفت جائز نہیں' جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ اجماع حجت شرعیہ ہے' اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

سوال (۲) : قیاس کی بنیاد ظن پر ہے اور جس چیز کی بنیاد ظن پر ہو وہ ظنی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظن کی اتباع سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ﴾ (الاسراء : ٣٦)

''اور اس چیز کے پیچھے مت چل جس کا تجھے علم نہیں۔''

لہٰذا قیاس کے ساتھ حکم بتانا درست نہیں کیونکہ یہ اتباع ظن ہے۔''

جواب : قیاس فقہ اسلامی کے ماخذ میں سے چوتھا ماخذ ہے اور اس کی حجیت کتاب و سنّت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس پر صحابہ کرام' تابعین اور فقہاء امت نے قرن با قرن عمل کیا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک قیاس پر عمل کرنا واجب ہے' جب کہ داؤد ظاہری اور ان کے پیروکاروں نے اس کا انکار کیا ہے' انہوں نے کہا کہ قیاس حجت شرعیہ نہیں ہے۔ ان کے دلائل میں سے ایک دلیل وہی ہے جس کا آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے۔ علماء نے ان کے دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ ہم مختصر طور پر بعض جواب ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر آپ کو مزید وسعت درکار ہو تو کتب اصولِ فقہ کی طرف مراجعت کیجئے۔ مثلاً علامہ جوینیؒ کی البرھان' امام رازیؒ کی المحصول' الاحکام للآمدی' شرح مختصر ابن حاجب' اصول سرخسی اور عبدالعزیز بخاریؒ کی کشف الاسرار' ان کتابوں میں منکرین قیاس کا تفصیلی رد ہے۔ بہرکیف وہ آیات جن میں اتباع ظن سے نہی کی گئی ہے' ان کا قیاس شرعی سے کوئی تعلق نہیں نہ ان پر منطبق ہوتی ہیں' کیونکہ ان آیات میں جس چیز سے نہی کی گئی ہے وہ ہے عقائد میں ظن کی اتباع۔ رہے احکامِ عملیہ سو اِن کے اکثر دلائل ظنی ہیں۔ اگر ہم اس شبہ کا اعتبار کر لیں تو ہمیں وہ تمام دلائل شرعیہ ترک کرنے پڑیں گے جو ظنی الدلالت ہیں' اور یہ باطل ہے۔ رہا ان کا اللہ تعالیٰ کے فرمان

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ سے استدلال' سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت سے مقصود نہی ہے اس بات سے کہ کوئی انسان محل یقین میں امکان تیقن کے باوجود حصولِ یقین سے انحراف کر کے ظن وتخمین پر اعتماد کرے۔ پس یہ نہی قیاس شرعی کو شامل نہیں' کیونکہ فرع واصل کے درمیان علت جامعہ پائے جانے کی وجہ سے حکم کے اعتبار سے فرع کو اصل کے ساتھ لاحق کرنا اس حکم کے قبیل سے نہیں جس سے آیت میں منع کیا گیا ہے' یعنی بغیر علم کے قول کرنا' کیونکہ مجتہد اسی چیز کو اختیار کرتا ہے جو اس کے نزدیک راجح ہوتی ہے اور اس کا اجتہاد اس تک پہنچتا ہے۔

سوال (۳): قیاس شرعی کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: علماء نے قیاس کی حجیت کو کتاب وسنت اور اجماع سے نیز عقلی دلیل سے ثابت کیا ہے۔ ہم ان میں سے بعض ذکر کرتے ہیں۔ اور اگر مزید دلائل معلوم کرنے کا ارادہ ہو تو ان کتب اصول کی طرف مراجعت کی جائے جن کا میں نے منکرین قیاس کے شبہات کے رد میں پہلے ذکر کیا ہے۔ کتاب اللہ سے دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝﴾ (الحشر: ۲)

''اللہ وہ ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا پہلے حشر کے وقت۔ تمہارا گمان نہیں تھا کہ وہ نکلیں گے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے' سو ان پر اللہ کا عذاب ایسے طور پر آیا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے' اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا' وہ گراتے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مؤمنین کے ہاتھوں' پس عبرت پکڑو اے اربابِ بصیرت!''

محل استدلال اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ ہے۔ وجہ استدلال

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو اس عذاب کی خبر دی جو بنونضیر پر نازل ہوا تو ان کو حکم دیا کہ وہ عبرت پکڑیں۔ اور الاعتبار العبور سے مشتق ہے اور العبور کا معنی ہے المجاوزۃ' یعنی گزرنا۔ مقصود یہ ہے کہ اپنے نفوس کو ان پر قیاس کرو کیونکہ تم بھی ان جیسے بشر ہو' اگر تم ان جیسے کام کرو گے تو تمہارے اوپر بھی وہی عذاب اتر پڑے گا جو ان پر اترا۔ پس یہ آیت تمام انواع اعتبار کو شامل ہے۔ اور جب قیاس میں فرع واصل کے درمیان موجود علت جامعہ کی وجہ سے فرع سے اصل کی طرف مجاوزت ہوتی ہے تو یہ بھی اس اعتبار کے انواع میں داخل ہوگا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اور سنّت سے دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو دریافت فرمایا کہ آپ کیسے فیصلہ کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا: کتاب اللہ کے ساتھ۔ فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ ہوا تو؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: سنّت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر آپ کو سنّت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملے تو پھر؟ کہنے لگے: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہ کروں گا۔ رسول اللہؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول راضی ہے۔ (ابوداوٗد' ترمذی' مسند احمد' ابوداوٗد طیالسی)

اور اس کی بہت سے محققین نے تصحیح کی ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فیصلہ کرنے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے کتاب وسنّت سے اجتہاد کی طرف منتقل ہونے کو درست قرار دیا ہے اور قیاس بھی اجتہاد کے انواع میں سے ایک نوع ہے۔

علاوہ ازیں عمل بالقیاس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اور ہر وہ امر جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہو وہ حق ہے' اس کا التزام واجب ہے۔ اس کی مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ

عنہ کی طرف اپنا مشہور حکم نامہ تحریری طور پر بھیجا کہ اشتباہ و نظائر کو پہچانیۓ اور امور میں اپنی رائے کے ساتھ قیاس کیجۓ (سنن کبریٰ بیہقی' الفقیہ والمتفقہ للخطیب)

عقلی دلیل یہ ہے کہ کتاب و سنت کی نصوص محدود اور متناہی ہیں اور لوگوں کو درپیش مسائل غیر متناہی ہیں' کیونکہ ہر زمان و مکان میں نئے مسائل ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سو اگر ان کے احکام معلوم کرنے کے لئے کتاب و سنت کی نصوص پر قیاس نہ کریں تو وہ بغیر حکم شرعی کے باقی رہ جائیں گے' اور یہ باطل ہے' کیوں کہ شریعت مقدسہ عام ہے اور تمام نئے پیش آمدہ مسائل کو شامل ہے۔ ہر ہر واقعہ کے لئے شریعت میں حکم موجود ہے اور مجتہدین پر لازم ہے کہ وہ استنباط کے قواعد معروفہ کے موافق استنباط کریں۔

سوال (٤): رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے ''جو درست اجتہاد کرے اس کے لئے دو اجر ہیں اور جو غلط اجتہاد کرے اس کے لئے ایک اجر ہے؟''۔

جواب: اس سے مراد حاکم یا قاضی یا عالم مجتہد ہے۔ جب اس نے اجتہاد کیا اور اپنی ممکنہ استطاعت کسی مسئلہ کے حکم معلوم کرنے میں صرف کی' اس کے باوجود اس سے حکم میں غلطی ہوگئی تو وہ گناہ گار نہ ہوگا بلکہ اپنے اجتہاد پر ماجور ہوگا' اور اگر اس نے حق کو پا لیا تو اس کے لئے دوگنا اجر ہوگا' ایک اجر اجتہاد پر دوسرا اصابت حق پر' بشرطیکہ وہ شرائط اجتہاد کا عالم و حامل ہو۔ اور اگر شرائط اجتہاد کا عالم و حامل نہ ہو اور محض تکلف کر کے اجتہاد کرے اور علم کا دعویٰ کرے تو یہ حدیث اس کو شامل نہیں۔

سوال (٥): جب تمام فقہاء مجتہدین کی آراء کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہوں تو کیا وہ قانون شرعی ہو جاتا ہے؟ کیا اس کی اتباع واجب ہے؟ یا اس کی مخالفت جائز ہے؟

جواب: جب تمام فقہاء و مجتہدین کسی واقعہ کے ایک حکم پر متفق ہو جائیں تو اس کو اجماع شمار کیا جاتا ہے جس کی مخالفت ناجائز اور اتباع واجب ہے۔ اور جو اس اجماع کی مخالفت کرتا ہے وہ اس وعید کی زد میں آتا ہے جس کو ہم نے حجیت اجماع کے دلائل

میں ذکر کیا ہے۔

سوال (٦): کیا احکام شرعیہ کیلئے قیاس کا چوتھے ماخذ کے طور پر اعتبار کیا جاتا ہے؟

جواب : کتاب وسنّت اور اجماع کے بعد احکامِ شرعیہ معلوم کرنے کے لئے قیاس چوتھا ماخذ ہے۔اس کے ذریعے احکام شرعیہ معلوم کئے جاتے ہیں۔علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں فرمایا ہے: ''مطلب یہ ہے کہ کسی کے لئے بچاؤ نہیں مگر کتاب اللہ میں' یا سنّت نبویہ میں یا علماء کے اجماع میں جب کہ ان میں حکم موجود ہو۔پس اگر ان میں حکم موجود نہ ہوتو پھر قیاس ہے۔اس پر امام بخاری نے ترجمۃ الباب قائم کیا **باب الاحکام التی تعرف بالدلائل و کیف معنی الدلالة وتفسیرها** یعنی یہ بات ہے ان احکام کے بیان میں جو دلائل سے معلوم کئے جاتے ہیں اور دلالت کیسے ہوتی ہے اور اس کی کیا تفسیر ہے؟

(احکام القرآن ۷۔۱۷۲)

سوال (۷): اس آدمی کا کیا حکم ہے جو کہتا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے؟

جواب :اگر قائل کی مراد ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ والا قیاس ہے تو قائل کا یہ قول درست ہے' کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حسن بصری اور ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا اور غلط قیاس کیا۔اور حکماء نے کہا ہے اللہ کے دشمن نے غلط کہا' کیونکہ اس نے آگ کو مٹی پر فضیلت دی حالانکہ وہ دونوں ایک درجہ میں ہیں کہ وہ دونوں بے جان مخلوق ہیں۔اور اگر قائل کا مقصد قیاس شرعی کا انکار ورد ہے اور اس پر طعن! تو یہ ناجائز ہے' کیونکہ ماہرین علماء کا اجماع ہے اخذ بالقیاس پر اور اجماع کی مخالفت حرام ہے' جبکہ شاذ اقوال کا کوئی اعتبار نہیں۔

سوال(۸) :اسلامی شریعت میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید (یعنی تقلید

شخصی) کا کیا حکم ہے؟

جواب : مسئلہ تقلید کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں: (۱) مجتہدین، یعنی وہ علماء جو دلائل سے مسائل مستنبط کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے تقلید جائز نہیں، بلکہ ان پر اجتہاد واجب ہے۔ (۲) عوام، یعنی وہ لوگ جو اجتہاد کی قدرت واہلیت نہیں رکھتے ان کے لئے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید جائز ہے۔ اور تقلید سے مراد یہ ہے کہ فقہی مسائل میں دلیل جانے بغیر مجتہد کے قول کی اتباع کرنا۔ اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (الانبیاء:۷) ''پس پوچھو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے''۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان زخمی صحابی کے مشہور واقعہ میں کہ ''جب وہ نہیں جانتے تھے تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا' عاجز آدمی کے لئے بجز سوال کے کسی بات میں شفا نہیں''۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' احمد' حاکم' طبرانی) اور عامۃ الناس کو اجتہاد کا مکلّف بنانا متعذر ہے' کیوں کہ اجتہاد کا تقاضا ہے کہ مجتہد میں خاص ذہنی صلاحیت ہو' علم میں پختگی ہو اور لوگوں کے احوال اور وقائع کی معرفت اور طلب علم اور اس پر صبر کی عادت۔ اور اگر سب لوگ ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے ان کے حصول میں مشغول ہو جائیں تو کاروبار معیشت باطل ہو جائیں گے اور نظام دنیا درہم برہم ہو جائے گا۔

سوال (۹): کیا یہ آیت کریمہ ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی تقلید پر منطبق ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب : آیت سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے اپنے احبار کو ارباب کی طرح بنا لیا' کیونکہ انہوں نے ان کی ہر چیز میں اطاعت کی۔ چنانچہ امام ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت نقل کی ہے' وہ فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس اس حالت میں آیا کہ میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عدی اس کو اتار پھینک۔

یہ بت ہے'' اور میں نے آپؐ سے سنا' آپؐ نے سورۂ براءت کی یہ آیت تلاوت کی:
﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ﴾
(التوبة: ۳۱) پھر فرمایا: ''خوب سن لو! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے' لیکن جب وہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ اس کو حلال سمجھتے اور جب وہ ان پر کوئی چیز حرام کرتے تو یہ اس کو حرام سمجھتے''۔ سو کہاں ائمہ اربعہ اور کہاں وہ احبار جو اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیتے ہیں اور اللہ کی حلال ٹھہرائی ہوئی چیز کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ ائمہ اعلام کو ان احبار جیسا سمجھا جائے۔ کیونکہ ان ائمہ نے شریعت اسلامیہ کی خدمت میں اپنی پوری قوت صرف کی اور اس میں اپنی زندگیاں لگا دیں۔ اور ان کے درمیان جو مسائل میں اختلاف ہے وہ درحقیقت اختلاف اجتہادات کی وجہ سے ہے۔ ان کا یہ اختلاف باعث اجر ہے۔ اور یہ کہنا کہ مذکورہ بالا آیت ائمہ اربعہ کو بھی شامل ہے' جھوٹ ہے' بہتان ہے۔ اس کا سبب جہالت عظیمہ ہے۔

سوال (۱۰): کیا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید شرک و کفر کے زمرہ میں داخل ہے؟

جواب: ائمہ اربعہ کی تقلید غیر مجتہد کے لئے جائز ہے' اس کا کفر و شرک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ائمہ اربعہ حق اور دین حق کے داعی ہیں۔ انہوں نے اپنے نفوس کو علم شریعت کے سیکھنے سکھانے کے لئے وقف کر دیا' حتیٰ کہ اس علم کا بڑا حصہ پایا' جس کی وجہ سے ان میں اجتہاد کی قدرت و صلاحیت پیدا ہوگئی۔ سو عامۃ المسلمین جو اُن کے مقلد ہیں' وہ راہِ ہدایت اور راہِ نجات پر ہیں' ان شاء اللہ۔

سوال (۱۱): اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مقلدین شرک اور کفر کرتے ہیں' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا یہ عقیدہ غلط ہے' اس کی قطعاً کوئی بنیاد نہیں۔ اور یہ عقیدہ دلالت کرتا ہے شریعت اسلامیہ سے بڑی

(باقی صفحہ ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)